# مرثیۂ امام قاسم رضؔ

یارو ستم تو یہ سنو چرخ کہن کا
سنجوگ یہ کچھ باندھا ہے دولھا سے دولھن کا
دھرنا لگن اس بیاہ کا زنہار نہ مانوں
گرد اُس کے کھڑے بیٹھے ہیں سب سینہ و زانو
غم دل پہ خلائق کے عوض منڈوے کے چھایا
دولھن کو بدل جوڑے کے رنڈ سالہ پنھایا
اور کیا کہوں میں بیاہ کی نوبت جو ٹھہرائی
گھر کو معوض روشنی کے آگ لگائی
کیونکر یہ تماشے نہ کرے چرخ نظارے
ہر نالے سے لپٹے ہوئے آتے ہیں شرارے
آرائش اب اُس بیاہ کی کیا میں کروں اظہار
ہر زخمی کے واں گھاٹ تھی اِک تختۂ گلزار
سینے کو یہ کچھ دیکھ زن و مرد نے کوٹا
آرائش شادی کے بدل گھر کو یہ لوٹا
رنگ کھیلنے کا شادی کے دیکھا یہ عجب طور
معلوم ہوا تب جو براتی ہیں کئے غور
کاٹا ہوا وہ سر تھا جو ساچق کا جتا وا
دولھن نے لئے آستیں دولھا کی چڑھاوا

ٹھانا ہے عجب طرح سے بیاہ ابن حسن کا
جو تار کفن کا ہے سو ڈورا ہے کنگن کا
کردار فلک میں نہ سمجھتا ہوں تو جانوں
بھر طاس دھرا خون کا اور نام لگن کا
سر شہ کا جگہ تیل کے نیزے پہ چڑھایا
ہے خلعتِ نوشہ کے لئے فکر کفن کا
چھاتی ہے زن و مرد کی دن رات پٹائی
بے شلی سے ہرگز نہ بچا تار رسن کا
آہیں تو ہوائی ہیں اب اور اشک ستارے
منہ دل کے اناروں کے ہوا رشک دہن کا
کس طرح تھی وہ چشم خلائق میں نمودار
ہر لوتھ پہ چادر تھی گویا رشک چمن کا
لٹس کو ہجوم آ کے تماشائی کا ٹوٹا
چھوڑا کسی سمدن کے نہ پھر رخت بدن کا
جز خون کی چھینٹوں کے نہ تھا کپڑوں پہ کچھ اور
رنگ کھیلنے کی جا انھیں میدان تھا رن کا
گردن کا خط زخم تھا مٹکے کا کلاوا
ساچق کا یہ دستور ہے کہ کس کے وطن کا

جو خوان کہ دولھن کے لیے مہندی کا آیا
تھا خسرو خسر ابورہ کا خون اس میں جمایا
دولھا کا لہو ہاتھوں میں دولھن نے لگایا
یہ رنگ ہے شادی میں زمانے کا چلن کا

دولھن کو شب عقد جو ہیں مل کے سنوارا
بولا یہ رنڈاپا کہ خدا سے نہیں چارہ
جس کے لیے سب کچھ تھا گیا رن میں وہ مارا
کیا فائدہ اب اُس کے سنگار اور بدن کا

نتھ کو تو اُتار اُس سے کرو میرے حوالے
اور خاک کہو اُس کو سر اپنے میں یہ ڈالے
لوتھ آتی ہے اُس کی ہیں کہاں بیٹھنے والی
اب وقت نہیں اور کسی حرف و سخن کا

کیا شہ کی سواری کے کوئی قصے کو باندھے
بن سر لیے آتے ہیں اُسی چار کے کاندھے
سہرے تیئں سیر ویسے کھاٹ کے باندھے
اس طرح چڑھا بیاہنے شہزادہ مدن کا

گرد اُس کے براتی سرو صورت سے ملے خاک
سب چاک گریباں کئے با دیدۂ نمناک
فریاد و فغاں اُنکی سے بر گنبد افلاک
نے اشک تھما مرد کا یہ دیکھ نہ زن کا

کہتا تھا ہر اک دیکھ کے دولھا کی یہ سنگت
اُس گبرو کی شاید ہوئی ہے گور سے نسبت
ماں باپ کی لڑکی کی گئی ہائے کدھر مت
چھوڑے گا سہاگ اُس کا نشاں اُسکے نہ تن کا

دولھن کے جو گھر پہنچے تو سب چہروں یہ مل گرد
بیٹھے سرو صورت کو بہم مل کے زن و مرد
کہتا تھا ہر اک رو رو یہ بھر بھر کے دم سرد
تھا عقد کے عقدہ تھا یہ بانی دیون کا

کٹتا تھا سر و سینہ بجائے دُہل و دف
ماتم کی بچھی شادی کے منڈوے کے تلے صف
تھا عود کے مجمر کے عوض سینہ پر تف
ہر ایک کا دل اس میں تھا انگارا اگن کا

دولھن کی کل انجھوا انکی لڑی موتیونکا ہار
دولھا کے لئے سہرا لہو ہو گی ہر ایک دھاگا
چھاتی یہ نظر آتا ہے جس تیر کا سوفار
دیتا تھا نشاں حلق کو یاں خوردہ درمن کا

شربت کی تو واں رسم کا کیا ذکر تھا اُس آن
پانی کے لئے سارے قبیلے کی گئی جان
چوبھوں کی جگہ خون تلک کھا گئے مہمان
شادی تھی کہ طوفان تھا اک رنج و محن کا

www.emarsiya.com

دولھا جو سلامی کے لئے ساہوری آیا ‌ ‌ ‌ گھوڑا تو کہاں تختۂ تابوت بنایا
اور اُس کے لئے خلعتِ شاہی جو رنگایا ‌ ‌ ‌ ڈوبا لہو میں بیاہ کے دن رخت بدن کا
لے جانے کی دُولھن کے میں کیا لاؤں زباں پر ‌ ‌ ‌ آگے تو جُدا تن سے ہو دولھا کا چلا سر
پیچھے تھی دُلھن ناقے پہ بے مقنع و چادر ‌ ‌ ‌ تھی ہاتھ مہار اُس کے جو تھا بھائی دُلھن کا
ماں کہتی تھی دولھن کی یہ رو رو کے ہر اک دم ‌ ‌ ‌ بیٹی کے رنڈاپے سے بھی ہے مجھ کو بڑا غم
اب لوگ کٹم کے یہی کہتے ہوں گے باہم ‌ ‌ ‌ اس دولھا کو پیرا نہ ہوا نیک دولھن کا
یہ بولتے ہوں گے جو وہ ہیں لوگ پرائے ‌ ‌ ‌ کرتا ہے شبِ تخت کوئی گھر سے جدائی
دولھا کے تئیں شکل نہ دولھن کی خوش آئی ‌ ‌ ‌ دیکھ آرسی و مصحف جو کیا قصد عدن کا
کوئی تو کہے گا ہے عجب بھاگ کی دولھن ‌ ‌ ‌ بیوہ یہ کہانے لگی ہوتے ہی سہاگن
بولی کوئی میں کیا کہوں کیا شادی کا یہ اوگن ‌ ‌ ‌ کھو کھوج رسالت کی مٹا سرو سمن کا
چھیدے ہیں کلیجے کو مرے خلق کی باتیں ‌ ‌ ‌ سُن سُن کے گذرتی ہیں مجھے بیٹھی راتیں
اور خلق سمجھتی نہیں یہ دہر کی گھاتیں ‌ ‌ ‌ کیا فکر کروں ان کی زباں اور دہن کا
بیٹی کا جلایا جو ہے کیونکر وہ بتاؤں ‌ ‌ ‌ بن سر تن داماد میں کس کس کو دکھاؤں
آنکھیں کہو کس طرح میں سمدھن سے ملاؤں ‌ ‌ ‌ اس شادی سے جب نور گیا اُس کے تین کا
مُنھ دیکھنا بیٹی کا مری اُس کو ہوا ننگ ‌ ‌ ‌ اس بیاہ میں اب زندگی اپنی سے ہے وہ تنگ
شیشے سے فلک کے یہ شبِ عقد گرا سنگ ‌ ‌ ‌ تن ٹکڑے کیا جن نے کہ یوں اُسکے رتن کا
کرتے تھے جہاں میں غرض اب اور دُختر ‌ ‌ ‌ اُس جا یہ نظر آئے تھا ہنگامۂ محشر
چھٹ اُسکے کہوں کیا کہ میں ان باتوں کو آ کر ‌ ‌ ‌ ہوتا تھا جگر آب زمیں اور زمن کا
سودا نہ لرزا اپنے تو اعمال سے جوں بید ‌ ‌ ‌ اس مرثیہ کے کہنے سے رکھ دل میں یہ امید
جس روز تمازت یہ قیامت کا ہو خورشید ‌ ‌ ‌ سایہ ہو ترے سر پہ شہیدوں کے کفن کا

www.emarsiya.com